بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتویٰ نمبر ۱۳۵۴
جلد نمبر ۲۱

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع عظام قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ اللہ پاک ذات کے اعتبار سے آیا ہر جگہ ہے یا صرف عرش پر؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ پاک ہر جگہ اپنی ذات کے اعتبار سے موجود ہے، دلیل قرآن پاک کی اس آیت سے دیتے ہیں "ما یکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم و لا خمسة الا هو سادسهم و لا ادنی من ذلک و لا اکثر الا هو معهم این ما کانوا" اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ پاک اپنی ذات کے اعتبار سے عرش پر ہے نہ کہ ہر جگہ، دلیل قرآن پاک کی آیت دیتے ہیں "ثم استوی علی العرش" جیسی آیتوں سے دیتے ہیں۔ براہ مہربانی ہماری رہنمائی فرمائیں کہ کونسا قول حق ہے کونسا باطل؟ کونسا قول اہلسنت والجماعت کا ہے؟ مجتہدین خصوصاً احناف کا اس میں کیا عقیدہ رہا ہے؟ اگر ہر جگہ حاضر ہونے والا قول حق ہے تو اس کے لئے کیا دلائل ہیں اور استوی علی العرش کا کیا مطلب ہے؟ اور اگر فقط عرش پر ہونے والا قول حق ہے تو اس کے لئے کیا دلائل ہیں؟ اور فریق مخالف کی دلیل کا کیا جواب ہے؟ اور فقط عرش پر ہونے کی صورت میں اللہ پاک عرش سے نزول فرماتے ہیں یا نہیں؟ اور اس صورت میں یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ عرش اللہ پاک سے بڑا ہے یا چھوٹا؟ اگر چھوٹا ہے تو اللہ پاک عرش پر مستوی کیسے ہوئے ہیں؟ براہ کرم اس کا تفصیلی جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

مستفتی شیخ احمد علی شہدو

مدینہ قاسمہ

## الجواب باسم ملهم الصّواب

سب سے پہلے اس بات کو ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ اس باب یعنی باب اثبات صفات باری تعالیٰ مثل استواء، ید اور وجہ وغیرہ میں چند مذاہب ہیں۔

(۱) مسلک تاویل: "استواء" بمعنی استیلاء یعنی غلبہ حاصل کرنا، "ید" بمعنی قدرت اور "وجہ" بمعنی رضا وغیرہ وعلیٰ ہذا القیاس۔

(۲) مسلک التشابہ فی المعنی و فی الکیفیہ یعنی اصل معنی اور کیفیت دونوں متشابہ ہیں۔

(۳) معلوم المعنی متشابہ الکیفیہ یعنی اصل معنی تو معلوم ہے کہ مثلاً "استواء" بمعنی علو وارتفاع اور "ید" بمعنی ہاتھ ہے وغیرہ، لیکن اس کی کیفیت متشابہ ہے وہ ہمیں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے البتہ اتنی بات معلوم ہے کہ یہ علو اور ہاتھ وغیرہ مخلوق جیسے علو اور ہاتھ وغیرہ کے قطعاً نہیں، بلکہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں کما یلیق

"و هو قول اهل القدر والاعتزال" (الفقه الاكبر، ص: ١١)

یعنی تاویل کر کے صفت کا انکار کرنا قدریہ اور معتزلہ کا مسلک ہے۔ اور بعد کے لوگوں نے جو تاویل و توجیہ یعنی اعداء اسلام کے اعتراضات کے جواب دینے کے طور پر اختیار کیا، باوجود یہ اصل صفت پر عقیدہ ان کا تھا یعنی تاویل کو عقیدہ کے طور پر اختیار نہیں کیا، یہ طریقہ متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ نے اختیار کیا، لیکن اس باب میں اسلم واحوط اور صحیح مسلک متقدمین ہی کا ہے، چنانچہ اللہ کی ذات کا عرش پر ہونا قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہے۔ بطور نمونہ چند آیات ذیل میں لکھی جاتی ہیں:

## الأيات القرانية

**١۔ "ثم استوى على العرش يغشى الليل النهار يطلبهٗ حثيثا"** (سورة الاعراف: ٥٤)

ترجمہ: پھر عرش پر قائم ہوا چھپا دیتا ہے شب سے دن کو ایسے طور پر کہ وہ شب دن کو جلدی سے آلیتی ہے۔

**٢۔ " الرحمٰن على العرش استوى " (طه: ٥)**

ترجمہ: وہ بڑا مہربان عرش پر قائم ہوا۔

**٣۔ "الله الذى رفع السمٰوٰت بغير عمد ترونها ثم استوى على العرش" (الرعد: ٢)**

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ستون کے دیکھتے ہو پھر قائم ہوا عرش پر۔

**٤۔ "الذى خلق السموٰت والارض و ما بينهما فى ستة ايام ثم استوى على العرش " (الفرقان: ٥٩)**

ترجمہ: جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر۔

## الاحاديث النبوية

**١) عن أبى هريرة رضى الله عنه قال " قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لما قضى الله الخلق كتب فى كتابه هو عنده فوق العرش: ان رحمتى سبقت غضبى." (متفق عليه)**

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالی نے مخلوق پیدا فرمائی تو اپنی کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھا جو ان کے پاس عرش کے اوپر ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے سبقت کر گئی یعنی اس پر غالب آگئی ہے۔

**٢) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " و يحك أتدرى ما الله" إن الله فوق عرشه و عرشه فوق سمٰوٰته." (أخرجه أبو داوٗد فى باب الجهمية)**

Scanned by CamScanner

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرا ناس ہو تجھے معلوم ہے اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟
(پھر خود ہی فرمایا) بیشک اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے اور عرش آسمانوں کے اوپر ہے۔

۳) عن ابی هريرة رضى الله عنه قال :

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " ما طرف صاحب الصور مذ وكل به مستعدا ينظر نحو العرش مخافة أن يؤمر قبل أن يرتد اليه طرفه، كأن عينيه كوكبان دريان "

(اخرجه الحاكم فى المستدرك و وافقه الذهبى و قال هذا حديث صحيح الإسناد و راد على شرط مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت سے بگل والے یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے وہ عرش کی طرف پوری مستعدی سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہیں اس خوف کی وجہ سے کہ ان کو پلک جھپکنے سے پہلے ہی حکم یعنی صور پھونکنے کا حکم نہ دے دیا جائے گویا کہ ان کی آنکھیں دو چمکتے ستارے ہیں۔

۴) حدیث معراج بھی اس پر واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجود یکہ اس رات بیت اللہ میں آرام فرما رہے تھے مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ سے ساتھ ملاقات کے لئے ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش پر تشریف لے گئے۔

## اقوال الصّحابة رضوان الله عليهم اجمعين

❖ قال أبو عمر بن عبد البر فى "الاستيعاب": " روينا من وجوه صحاح أن عبدالله ابن رواحة "

کہ صحیح سند کے ساتھ ہم تک عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ سے درج ذیل اشعار پہنچے ہیں

شهدت بأن وعد الله حق — و أن النار مثوى الكافرينا
و أن العرش فوق الماء طاف — و فوق العرش رب العالمينا

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے اور جہنم کافروں کا ٹھکانہ ہے اور بے شک عرش پانی کے اوپر ہے اور تمام جہانوں کا رب عرش کے اوپر ہے۔

❖ قال ابن عباس رضى الله عنه " ان الله تعالىٰ كان على عرشه قبل أن يخلق شيئا فخلق الخلق "

(اخرجه الآجرى فى الشريعة ۲۹۳ و الذهبى فى العلو ۳ [illegible] على الجهمية [illegible])

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ عرش پر مخلوق پیدا کرنے سے پہلے موجود تھے بعد میں مخلوق کو پیدا کیا۔

## اقوال التابعین رحمہم اللہ تعالیٰ

● **حدثنا جعفر قال : سمعت مالک ابن دینار یقول ......... و یقول:**

"اسمعوا إلى قول الصادق من فوق عرشه"

(الذهبی فی العلو ۹۷ وقال حدیث فی الحلیة بإسناد صحیح اخرجه ابونعیم فی الحلیة : ۲/ ۳۵۸)

ترجمہ: ہمیں جعفر نے بیان کیا کہ مالک بن دینار (رحمہ اللہ) فرماتے تھے: صادق (سچ کہنے والے) کی بات عرش کے اوپر سے سنو۔

● **عن الضحاک بن مزاحم فی قوله تعالیٰ:**

"ما يكون من نجوى ثلثة إلا هو رابعهم ولا خمسة إلا هو سادسهم"

قال: هو على عرشه و علمه معهم أين ما كانوا.

(اثبات صفة العلو ۱۲۳)

ترجمہ: ضحاک بن مزاحم رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے اس قول "ما یکون من ..." کے بارے میں فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور اللہ کا علم ان مخلوق کے ساتھ ہے وہ جہاں کہیں بھی ہو۔

## اقوال الأئمة رحمهم الله تعالىٰ

### (۱) قول الإمام الأعظم ابی حنیفة رحمه الله تعالىٰ:

روى شيخ الاسلام ابو اسماعيل الأنصاري في كتابه الفاروق بسنده إلى مطيع البلخي: انه سال أبا حنيفة عمن قال: لا اعرف ربي في السماء ام في الأرض؟ فقال: قد كفر، لأن الله يقول: "الرحمن على العرش استوى" (طه: ۵) وعرشه فوق سبع سمواته. قلت: فإن قال: إنه على العرش و لكن يقول لا أدري العرش في السماء أو في الارض؟ قال: هو كافر لأنه انكر انه في السماء فمن انكر انه في السماء فقد كفر.

و قصة أبي يوسف في استتابة بشر المريسي لما انكر ان يكون الله عزّ وجلّ فوق العرش مشهورة رواها عبدالرحمن ابن أبي حاتم وغيره

(شرح العقيدة الطحاوية : ٢٨٨)

ترجمہ: شیخ الاسلام ابو اسماعیل انصاری نے اپنی کتاب "الفاروق" میں مطیع البلخی کی سند سے روایت کیا ہے کہ مطیع البلخی نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مسئلہ دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے یا زمین پر ہے؟ تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ اس شخص نے کفر کیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ "الرحمن على العرش استوى" کہ مہربان ذات عرش کے اوپر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عرش سات آسمانوں کے اوپر ہے۔ مطیع البلخی کہتے ہیں کہ پھر میں نے امام اعظم رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ اگر وہ اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ عرش آسمان میں ہے یا زمین پر ہے؟ تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایسا شخص بھی کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کا آسمان میں ہونے یعنی اوپر ہونے سے انکار کیا اور جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہے۔

اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قصہ اس سلسلے میں بڑا مشہور ہے، جب بشر المریسی نے اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہونے سے انکار کیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اس سے کہا توبہ کرو، یہ قصہ عبدالرحمن بن ابی حاتم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

## (٢) قول الإمام مالك رحمه الله تعالى:

**سئل رجل عن الإمام مالك رحمه الله تعالى "الرحمن على العرش استوى" كيف استوى؟ فقال له: الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والإيمان به واجب والسؤال عنه بدعة و ما اراك إلا ضالًا فأمر به فإذا هو جهم بن صفوان. (مجموعة الفتاوى: ٣٣ و اثبات صفت العلوّ: ١٧٢ و اخرجه البيهقي في الأسماء والصفات ٥١٢).**

ترجمہ: ایک شخص نے امام مالک رحمہ اللہ سے "الرحمن على العرش استوى" کے متعلق دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا استواء کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ استواء غیر مجہول یعنی معلوم اور اس کی کیفیت غیر معقول ہے یعنی معلوم نہیں۔ اور اس پر (یعنی اللہ کا عرش پر ہونے پر) ایمان لا

Scanned by CamScanner

واجب اور ضروری ہے اور اس کی کیفیت کا سوال کرنا کہ اگر عرش کے اوپر ہے تو کیسے ہے بدعت ہے، اور اے سائل میں تجھے گمراہ سمجھتا ہوں، پھر آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کہ اس کو باہر لے جائیں گمراہ شخص ہے پھر معلوم ہوا کہ وہ جہم بن صفوان ہے جو منکر صفات باری تعالیٰ تھا۔

## (۳) قول الإمام أحمد بن حنبل رحمه اللّٰه تعالیٰ:

روی عن یوسف بن موسیٰ البغدادی انه قال: قیل لأبی عبداللّٰه أحمد بن حنبل: اللّٰه عز و جل فوق السماء السابعة علی عرشه بائن من خلقه و قدرته و علمه بکل مکان؟ قال: نعم، علی العرش و علمه فی کل مکان لا یخلو منه مکان۔

(اورده الذهبی فی العلوّ: ۱۳۰ و ابن القیم فی اجتماع الجیوش: ۱۳۵)۔

ترجمہ: یوسف بن موسیٰ البغدادی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے؟ اور کیا ان کا علم ہر جگہ موجود ہے؟ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: جی ہاں! اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور ان کا علم ہر جگہ موجود ہے کوئی جگہ اس سے (یعنی ان کے علم سے) خالی نہیں۔

## (۴) قول الإمام الشافعی رحمه اللّٰه تعالیٰ:

قال علی القاری فی شرح قول سراج الدین الحنفی فی قصیدته المسماة "بدء الأمالی":

و رب العرش فوق العرش لکن = بلا وصف التمکن واتصال

سئل شافعی رحمه اللّٰه تعالیٰ رحمةً واسعةً عن الاستواء فقال: امنت به بلا تشبیه و اتهمت نفسی فی الإدراک و امسکت عن الخوض و أجمع السلف علیٰ أن استواءً علی العرش صفة له بلا کیف نؤمن به و نکل العلم إلی اللّٰه و مذهب الخلف تاویل الاستواء بالاستیلاء و مختار السلف عدم التاویل بل اعتقاد التنزیل مع وصف التنزیه له ما یوجب التشبیه کما قال مالک الاستواء معلوم و الکیفیّة مجهولة و اختاره امامنا الأعظم و کذا کل ما ورد من الأیات و الاحادیث المتشابهات من ذکر الید و الوجه و نحوه و منه لفظ فوق فلا یؤوّلونه بالعظمة و الرفعة کما قال الخلف (مجموعة الفتاوی ۳۰

Scanned by CamScanner

ترجمہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے استواء کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس پر بغیر تشبیہ کے ایمان لایا ہوں، اور میں اس بارہ میں اپنے نفس پر اس کی حقیقت کے ادراک کے حوالہ سے شک کرتا ہوں یعنی حقیقت اور کیفیت مجھے معلوم نہیں، اور میں نے اپنے نفس کو استواء کی کیفیت میں غور کرنے سے روکا ہے اور متقدمین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا استواء عرش پر اس کی صفت ہے اور کیفیت معلوم نہیں، ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہیں اور متاخرین استواء کی تأویل استیلاء غلبہ سے کرتے ہیں اور متقدمین یعنی صحابہ وتابعین نے عدم تأویل کو اختیار کیا ہے اور یہ کہا کہ ہم قرآن مجید کی ساری آیات صفات پر ایمان وعقیدہ رکھتے ہیں مگر ساتھ میں اللہ تعالیٰ کو ان تمام باتوں سے اور کیفیتوں سے پاک جانتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے تشبیہ لازم آتی ہو جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول ہے، اور اسی کو ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ نے اختیار فرمایا ہے اور ویسے ہی تمام احادیث اور وہ آیات متشابہات (اصل معنی کے اعتبار سے تو یہ متشابہ نہیں کیفیت کے اعتبار سے متشابہ ہونا مراد ہے) ہیں جن میں باری تعالیٰ کے لئے ید اور وجہ وغیرہ ثابت کئے گئے ہیں اور انہیں سے لفظ فوق بھی ہے، پس متقدمین اس کی تأویل عظمت ورفعت سے نہیں کرتے جیسا کہ متاخرین کرتے ہیں۔

## (۵) قال شیخ الاسلام ابن تیمیة رحمه اللّٰه تعالیٰ:

**عِلم اللّٰه تعالیٰ محیط بکل شیءٍ، علّام الغیوب، یعلم الغیب ربنا علی العرش بلا حد ولا صفة.**

**(اورده ابن تیمیة فی شرح حدیث النزول: ۱۲۸)**

ترجمہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے، وہ علّام الغیوب ہے، پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، ہمارا رب عرش پر ہے بغیر تحدید اور بیان کے۔

## (۶) قول سفیان الثوری رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه:

**عن معدان قال: سألت سفیان ثوری عن قوله تعالیٰ "و هو معکم اینما کنتم" قال: علمه. (ابن عبدالبر فی التمهید: ۱۴۲/۷ و ابن تیمیة فی شرح حدیث النزول: ۱۲۷ واثبات صفة العلوّ: ۱۲۰)**

Scanned by CamScanner

ترجمہ: معدان کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری رحمہ اللہ سے "وھو معھم اینما کنتم" کے بارے میں پوچھا، تو سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا علم مراد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کا علم ہر جگہ ہے۔

## (٧) قول عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ:

**قال علی ابن الحسن بن شقیق: قلت لابن المبارک: کیف نعرف ربنا؟ قال: فی السماء السابعة علی عرشه، و لا نقول کما تقول الجهمیّة: انه هاهنا و هاهنا. (اخرجه البخاری فی خلق افعال العباد: ٨، والدارمی فی الرد علی الجهمیّة: ٩، واخرجه عبدالله بن احمد فی کتاب السنة رقم ٢٢، و اثبات صفة العلوّ: ١٧١)**

ترجمہ: علی بن حسن بن شقیق نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو کیسے پہچانیں؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان کے اوپر عرش پر ہے، اور ہم جہمیہ کی طرح قول نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ یہاں اور وہاں یعنی ہر جگہ ہے۔

## (٨) قول الإمام ابن أبی حاتم أبی زرعة رحمه الله تعالیٰ:

**ابومحمد عبدالرحمن بن ابی حاتم قال: سألت أبی و أبا زرعة عن مذاهب اهل السنة فی اصول الدین، و ما أدرکا علیه العلماء فی جمیع الأمصار و ما یعتقدان من ذالک، فقالا: ادرکنا العلمآء فی جمیع الأمصار حجازا و عراقا و مصرا و شاما و یمنًا فکان من مذهبهم ان الله تعالی علی عرشه کما وَصَفَ نفسه فی کتابه، و علی لسان رسوله بلا کیف، احاط بکل شیء علمًا (اثبات صفة العلوّ: ١٨٣)**

ترجمہ: ابومحمد عبدالرحمن بن حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے والد اور ابوزرعہ رحمہما اللہ سے دین کی کلیات اور اصول میں اہل سنت کے مذاہب کے بارے میں پوچھا اور یہ کہ پوری دنیا میں علماء کے معتقدات اس سلسلے میں کیا ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جمیع امصار یعنی حجاز، عراق، مصر، شام اور یمن وغیرہ میں علماء کا مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے جیسے کہ انہوں نے اپنی یہ صفت قرآن مجید میں خود بیان فرمائی ہے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بھی بغیر کسی کیفیت کے بیان کی ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا احاطہ باعتبار علم کے فرمایا ہے۔

**(۱۰) قال ابو القاسم الطبری رحمه الله تعالی:**

وجدت فی کتب ابی حاتم محمد بن ادریس ابن المنذر الحنظلی مما سمع منه مذهبنا واختیارنا اتباع رسول الله صلی الله علیه وسلم و اصحابه والتابعین من بعدهم والتمسک بمذاهب اهل الاثر مثل ابی عبدالله احمد ابن حنبل، و اسحاق بن ابراهیم و ابی عبید القاسم بن سلام والشافعی رحمهم الله تعالیٰ، و لزوم الکتاب والسنة و نعتقد ان الله عز و جل علی عرشه بائن من خلقه "لیس کمثله شیء و هو السمیع البصیر."

(شرح اصول اعتقاد اهل السنة: ۱۰۱۸۰، ۱۸۲)(اثبات صفة العلو ۱۸۳)

ترجمہ: ابوالقاسم الطبری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے ابوحاتم محمد بن ادریس بن المنذر الحنظلی کی کتابوں میں ان سے یہ اقوال لکھے ہوئے پائے کہ ہمارا مذہب اور ہمارے نزدیک قول مختار یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اتباع اور محدثین جیسے ابوعبداللہ احمد بن حنبل، اسحاق بن ابراہیم، ابوعبید القاسم بن سلام اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے مذاہب کو اپنانا اور کتاب وسنت کو لازم پکڑنا، اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اور اپنی مخلوق سے جدا ہے (نہیں ہے ان جیسی کوئی چیز اور وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے)۔

**سوال میں درج آیت کے بارے میں مفسرین کی آراء:**

"ما یکون من نجوی ثلثة الّا هو رابعهم و لا خمسةٍ الّا هو سادسهم و لا ادنی من ذلک و لا اکثر الا هو معهم اینما کانوا."

**○ قال الامام ابن کثیر رحمه الله تعالی فی تفسیر هذه الأیة:**

**أی مطلع علیهم یسمع کلامهم و سرّهم و نجواهم و رسُلُهُ ایضا مع ذلک تکتبُ ما یتنا جون به مع علم اللّٰه به و سمعه له کما قال تعالیٰ: "ام یحسبون انّا لا نسمع سرهم و نجواهم بلی و رسلنا لدیهم یکتبون." و لهذا حکی غیر واحد الإجماع علی ان المراد بهٰذه الأیة معیة علم الله تعالیٰ و لا شک فی ارادة ذلک، ولکن سمعه ایضا مع علمه بهم و بصره نافذ فیهم، فهو سبحانه و تعالی مطلع علی خلقه لا یغیب عنه من امورهم**

Scanned by CamScanner

شیء. (ابن کثیر ۴: ۳۲۳)

مفسر ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم ... الخ" کی تفسیر میں یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے حالات پر مطلع ہے، تمام پوشیدہ باتوں کو اور ان کی کھلی باتوں کو جانتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی لکھتے ہیں ان کی سرگوشیوں کو باوجود اللہ تعالیٰ کے علم ہونے اور سننے کے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) "کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کے رازوں کو اور سرگوشیوں کو جانتا ہے، اور بے شک اللہ تعالیٰ پوشیدہ چیزوں کا خوب جاننے والا ہے۔" نیز فرمایا: (ترجمہ) کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کے راز اور ان کی سرگوشی کو؟ کیوں نہیں، اور ہمارے بھیجے ہوئے ملائک ان کے پاس لکھتے ہیں۔" یہی وجہ ہے کہ متعدد علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس آیت سے مراد معیت علمیہ ہے، اور اس آیت سے معیت علمیہ مراد لینے میں کوئی شک نہیں ہے، اور علم ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سنتے بھی ہیں اور دیکھتے بھی ہیں، پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنی مخلوق کے امور پر مطلع ہے کوئی چیز ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔

**○ قال الإمام الرازی رحمه الله فی تفسیر هذه الآیة:**

"المراد من کونه تعالی رابعا لهم، والمراد من کونه تعالی عالمًا بکلامهم و ضمیرهم و سرّهم و علنهم و کأنه تعالی حاضر معهم و مشاهد لهم و قد تعالی عن المکان و المشاهدة. (التفسیر الکبیر: ۳۰/۲۶۵)

یعنی اللہ تعالیٰ کا چوتھا ہونا اور ان کے ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو، ما فی الضمیر، پوشیدہ اور ظاہر کی تمام حالات کو جاننے والا ہے، اور گویا کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان موجود ہے، اور ان کے ساتھ ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ مکان میں ہونے سے پاک ہے۔

**○ قال العلامة الألوسی البغدادی رحمه الله تعالیٰ تحت هذه الآیة:**

و قوله تعالی "ما یکون من نجوی ثلثة ..." استئناف مقرر لما قبله من سعة علمه تعالیٰ. و قوله تعالی: "الا هو معهم" یعلم ما یجری بینهم، و قوله تعالی: "این ما کانوا" من الأماکن و لو کانوا فی بطن الأرض فان علمه تعالی بالأشیاء لیس لقرب مکانی حتی یتفاوت باختلاف الأمکنة قربا و بعدًا و من هنا قال معظم السلف فیما ذکر فی السر من قوله عز و جل

رابعهم و سادسهم و معهم ان المراد به كونه كذلك بحسب العلم مع أنهم الذين لا يؤولون و كانهم لم يعدوا ذلك تأويلا لغاية ظهوره واختفائه بما يدل عليه دلالة لا خفاء فيها (روح المعانی ۱۰/۲۲،۲۳)

علامہ آلوسی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] معیت [illegible] کی گئی ہے [illegible] سلف کا مذہب ثابت ہوا [illegible] علم کا [illegible]

## ○ قول الشيخ ابی شكور فی التمهيد

قال بعضهم: ان الله موجود فی كل مكان و هم صنف من الجهمية واحتجوا بقوله "هو الذی فی السماء اله و فی الارض اله" وقوله: "ان الله مع الذين اتقوا" و قوله: ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم". والجواب ان معنى الاية الاولى أنه اله اهل السماء و اهل الارض، و اية الثانية تدبيره فی السموت والارض، و معنى الاية الثالثة انه سميع بمقالتهم بصير بأفعالهم و نحن نقول ان الله لو كان فی كل مكان يؤدی ان يكون فی افواه الدواب ... إلى ان قال و هذا كفر قبيح (مجموعة الفتاوی: ۱/۳۶،۳۷)

ترجمہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے، یہ جہمیہ کا ایک گروہ ہے اور یہ لوگ ان آیات قرآنیہ سے دلیل پکڑتے ہیں کہ اللہ وہ ہے جو آسمانوں میں معبود ہے اور زمین میں معبود ہے، اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ان سے ڈرتے ہیں، اور تین آدمیوں میں کوئی مشورہ نہیں ہوتا مگر اللہ چوتھا ان کا ہوتا ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ پہلی آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ آسمان والوں کے اور زمین والوں کے معبود ہیں، اور دوسری آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر زمین اور آسمانوں میں ہے، اور تیسری آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے ساتھ ہے، اور چوتھی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی گفتگو سننے والا اور ان کے افعال کو دیکھنے والا ہے، اور ہم کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہوتا تو اس سے یہ لازم آتا کہ اللہ تعالیٰ چوپایوں کے منہ میں اور گندی جگہوں میں ہوتا ہے جو قبیح کفر ہے۔

یہ چند اقوال بطور نمونہ پیش کیے گئے ورنہ اہل علم نے اس موضوع پر مستقل تالیفات فرمائی ہیں جیسے علامہ ذہبی اور علامہ مقدسی رحمہما اللہ تعالیٰ اور دیگر علماء، لہذا مزید تفصیل کے لیے ان کتب کی طرف مراجعت کی جائے۔

ان کے علاوہ [illegible]

## (٩) قول ابن همام الحنفی رحمه الله تعالی:

ابن ہمام الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ مؤلف فتح القدیر مسائرہ فی العقائد المنجية فی الآخرة میں لکھتے ہیں:

نؤمن انه تعالى مستوى على العرش مع الحكم بأن استوآ له ليس كاستواء الأجساد من التمكن والمماسة والمحاذاة بل بمعنى يليق به و هو اعلم به وحاصله وجوب الايمان بانه استوى على العرش مع نفي التشبيه فاما كون المراد به استيلاء على العرش فأمر جائز الإرادة لكن لا دليل عليه عينا فالواجب علينا ما ذكرناه و كذا كل ما ورد به مما ظاهره الجسمية كالاصبع والقدم واليد فيجب الايمان به فان اليد والإصبع صفة له لا بمعنى الجارحة بل بمعنى يليق به و قد أوّل اليد والاصبع بالقدرة والقهر لصرف العامة من فهم الجسمية و هو ممكن أن يراد ولا يجزم بارادته۔

(مجموعة الفتاوى ١/٣٥)

ترجمہ: ہم باری تعالیٰ کے استواء علی العرش (عرش پر ہونے) پر ایمان لاتے ہیں اور ساتھ اس بات کا فیصلہ کرتے ہیں کہ اللہ کا استواء اجسام کے استواء کی طرح نہیں ہے کہ اس میں کسی مکان کے اندر ہونے اور ایک دوسرے کے مس کرنے اور مقابل ہونے کی حاجت ہو بلکہ یہ ایک ایسے معنی کے اعتبار سے ہے جو اس کی شان کے لائق ہو جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، حاصل اس کا یہ ہے کہ استواء علی العرش پر ایمان لانا نفی التشبیہ کے ساتھ واجب ہے، رہی یہ بات کہ اس سے عرش پر غلبہ مراد لینا کیسا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مراد لینا فی نفسہ اگرچہ اس کا احتمال تو ہے لیکن اس مراد لینے پر کوئی خاص دلیل نہیں ہے۔ پس ہم پر وہی واجب ہے جو ہم نے لکھا ہے اور اسی طرح ان تمام آیات وارده پر جن کے ظاہر معنی جسمیت (مثلاً انگلیاں، قدم، ہاتھ) پر دلالت کرتے ہیں ایمان لانا واجب ہے کیونکہ ید اور اصبع باری تعالیٰ کے صفات میں سے ہیں عضو کے معنی میں نہیں ہیں بلکہ کسی ایسے معنی میں ہے جو شان باری تعالیٰ کے لائق ہے اور ید اور اصبع کی تاویل قدرت اور قہر سے عام لوگوں کے خیالات کو جسمیت کی جانب سے پھیرنے کے لئے کی گئی ہے اور ایک درجہ میں اس مراد لینے کا امکان بھی ہے لیکن اس مفہوم کے مراد ہونے کا جزم اور یقین سے قول نہیں کیا جا سکتا۔ (جزم اور یقین سے وہی مراد لے سکتے ہیں جو ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں)۔

Scanned by CamScanner

گیا ہے تو اس بارے میں بھی سلف اور ائمہ اربعہ وغیرہم کا مسلک یہ ہے کہ یہ نزول حقیقی ہے اور اس میں رحمت کے نزول کی تاویل درست نہیں، البتہ اس حقیقی نزول کی کیفیت بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کذا قال الشیخ سرفراز زیدمجدھم فی کتابہ خزائن السنن. نیز استفتاء میں عرش پر ہونے کی صورت میں کچھ عقلی احتمالات کا ذکر ہے کہ عرش چھوٹا ہے یا بڑا وغیرہ، تو اس بارے میں عرض ہے کہ چونکہ اس بارے میں نصوص ساکت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں کما قال تعالیٰ لیس کمثلہ شیء و ھو السمیع البصیر۔ (الآیۃ) اس لئے ان عقلی لوازم وغیرہ میں پڑنا درست نہیں، اور بغیر کسی تاویل، تکییف اور تشبیہ کے اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے اور حقیقۃً نزول فرمانے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ ھو الموفق والمعین

حمۃ اللہ عفا اللہ تعالیٰ عنہ
دارالافتاء والارشاد ناظم آباد
۱۲/شعبان ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح
حبیب اللہ [illegible]
دارالافتاء والارشاد کراچی ۱۸
۱۲ شعبان ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح
سعید اللہ
دارالافتاء والارشاد
۱۲ شعبان ۱۴۲۳ھ

دار الافتاء و الارشاد